علم و ذکر

(از جناب مولانا محمد اشرف صاحب ایم-اے لیکچرار اسلامیہ کالج پشاور)

موجودہ زمانہ میں جب کہ دورِ رسالت کے بُعد کی وجہ سے اسلامی زندگی ٹوٹ چکی ہے علم و ذکر کا حقیقی حصول ہی اس زندگی کو عالم میں دوبارہ قائم کر سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے علمی حلقوں پر علم و ذکر کی کیفیت طاری ہو۔ دورِ رسالت میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ اطہر کی علم کی عظمت پیدا کرنے کے لئے کافی تھا۔ آج اس کا بدل اللہ کی عظمت اور اعلم الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی و محبت کا دھیان ہے کہ جب ہم میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و قدر اور محبت و الفت پیدا ہوگی تو ان کی بتائی ہوئی باتوں اور اوامر کی قدر و محبت بھی ہمارے قلوب میں جاگزیں ہوگی کہ کسی قول کا وقیع ہونا صاحبِ قول کی وقعت پر ایک حد تک مبنی ہے اور جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اوامر کی قدر و محبت ہمارے دلوں میں راسخ ہو جائے گی تو فطرتاً ہم ان پر عمل پیرا ہو جائیں گے کہ محبوب و وقیع چیز کے حصول کی جستجو و طلب فطرتِ انسانی ہے اس طرح سے اس پاک و مطہر زندگی کا عملی دروازہ ہم پر کھل جائے گا جو کائنات کے لئے آیہ رحمت ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقعت و عظمت کو دل میں بٹھاتے ہوئے ہمیں قرآن اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم و تعلم، درس و تدریس کے لئے اپنے کچھ اوقات کو فارغ کرنا چاہیئے اس تحصیل علم کے لئے عملی نمونہ جس قدر زیادہ ہوگا۔ اسی قدر عمل کی راہیں زیادہ کھلیں گی کہ بعض عرفا کا قول ہے "قول سے قول پیدا ہوتا ہے اور عمل سے عمل پیدا ہوتا ہے" اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ دورِ صحابہؓ میں صحابہؓ اکثر مسائل کا عملی جواب دیا کرتے تھے چنانچہ عمرو بن ابی حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن زید انصاری سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے متعلق سوال کیا گیا تو بجائے زبانی بتانے کے عملاً اس طرح تعلیم دی کہ۔

فدعا بتور من ماء فتوضأ — پانی کا برتن منگوالیا اور پھر ان کے بتانے

لھم الخ	کے لئے وضو کیا۔

روایت میں ان الفاظ کے بعد آپ کے بتائے ہوئے وضو کی تفصیل ہے (صحیح بخاری ج۱ ص۳۲ باب مسح الراس مرۃ)

اسی طرح حضرت مالک بن حویرث رض نے ایک دفعہ اپنے ملنے والوں سے کہا۔

الا انبئکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ	کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
علیہ وسلم قال وذاک فی	کا طریقہ نہ بتلاؤں۔ راوی کہتا ہے اس وقت نماز
غیر حین صلوٰۃ فقام ثم	(فرض) کا وقت بھی نہیں تھا۔ پھر (عملاً تعلیم دینے
رکع الخ	کیلئے نماز شروع کی اور قیام کیا پھر رکوع کیا الخ

اسی طرح پوری نماز پڑھ کر عملاً نماز کی تعلیم دی (زبانی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا)

(بخاری ج۱ ص۱۱۳ باب المکث بین السجدتین)

دوسری روایت میں حضرت مالک ابن حویرث نے صاف تصریح کر دی کہ ان کا مقصد نماز کے پڑھنے سے عملاً تعلیم دینا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے۔ ورنہ زبانی بھی وہ نماز کا نقشہ کھینچ سکتے تھے چنانچہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی قلابۃ قال جاءنا مالک	ابی قلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک ابن
بن الحویرث فصلی بنا فی مسجد نا ھذا	حویرث ہمارے پاس آئے اور ہمیں اس
فقال انی لا اصلی بکم وما ارید	مسجد میں نماز پڑھائی اور پھر کہا۔ میں نے جو
الصلوٰۃ لکن ارید ان اریکم کیف	تمہیں نماز پڑھائی اس سے میرا ارادہ اس کے
رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سوا اور کوئی بھی نہ تھا کہ تمہیں یہ دکھا دوں
یصلی (بخاری باب کیف یعتمد علی الارض	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز
اذا قام من الرکعۃ)	پڑھتے تھے۔

میرا مطلب ان روایتوں کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ ہمارے مکاتب و مدارس میں عملی تعلیم کا جو طریقہ متروک ہو چکا ہے دوبارہ زندہ ہو جائے کہ آنکھوں دیکھی چیز سنی ہوئی سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے اور جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔

تعلیم کا ثمرہ حاصل کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علم کو اعمال کی جزا اور فائدوں سے

آگاہ کیا جائے کہ جس قدر اعمال صالحہ کے اخروی اور ان کے ضمن میں دنیوی فائدے اس پر منکشف ہوں گے۔ فطرتاً عمل پر پڑنے کے لئے اس کا ذوق و شوق بڑھے گا کہ انسان خیر کا حریص ہوتا ہے جس قدر اعمال کی قدر و قیمت معلوم ہوگی ان کے حصول کی کوشش اسی قدر بڑھے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ فضائل و ترغیب کی احادیث کا بکثرت مذاکرہ کیا جائے کہ نفس ان اعمال کی لذت محسوس کرنے لگے۔ اور قلب میں ان کی محبت رچ جائے اور جب انسانی قلب و نفس کسی چیز کو چاہنے اور پسند کرنے لگتا ہے۔ تو انسان اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح منکرات پر جو جو سزائیں اور وعیدیں آئی ہیں ان کی تنذیر و تذکیر بھی برائیوں سے روکنے کا ایک بڑا سبب بنے گی اور تبشیر و تنذیر کے اس نبوی طریقۂ تعلیم سے متعلم برائیوں سے مجتنب ہو کر نیکیوں پر عمل پیرا ہو جائے گا۔

ہمیں اس چیز کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ عمومی تعلیم دین کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ متنازعہ فیہ مسائل میں عوام کو نہ الجھایا جائے کہ اس طرح ان کی طبیعت عمل کی راہ سے ہٹ کر قیل و قال اور جدل و مناظرہ میں پھنس کر رہ جائے گی جس کا ان کے لئے کوئی دینی فائدہ نہیں۔ مزید براں متفق علیہ اتنے مسائل ہیں اور یہ قیل و قال عمل کے لئے اتنا میدان وسیع ہے کہ ایک سلیم الطبع انسان ان پر گامزن ہو کر بآسانی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

عمومی تعلیم دین کے لئے ہمیں پھر سے مساجد میں قرنِ اول کی طرح علم و ذکر کے حلقے قائم کرنے ہیں کہ مدارس و خانقاہیں، عامۃ المسلمین کی دینی تعلیم و تربیت کی کفیل نہیں ہو سکتیں کہ اس مشغول زمانہ میں ہر کہ و مہ کے لئے مدارس اور خانقاہوں کے لئے فراغت مشکل ہے اور نہ ہی اتنی کثیر آبادی کے لئے مدارس و خانقاہیں مہیا کی جا سکتی ہیں۔ دین کے ان طلب گاروں کے لئے جن کی ہمتیں اللہ نے بلند کر دی ہیں۔ مدارس اور خانقاہیں ضروری ہیں کہ علم و تزکیہ کے امام و عارف وہیں سے بن کر نکلتے ہیں۔ ان اللہ والوں کی مثال اصحاب صفہ جیسی ہے جن کی پوری زندگیاں علم و ذکر کے لئے وقف ہو چکی تھیں۔ لیکن عام مسلمان پوری زندگیاں اس پاکیزہ کام کے لئے عملاً وقف نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے لازم ہے کہ دورِ اوّل کی طرح مساجد میں تعلیم و تعلّم اور ذکر و ہدایت کے حلقے قائم کریں۔ ہمیشہ تحصیل علم و عمل کا اہتمام کریں۔ دین کی بنیادی باتیں سیکھیں اور سکھائیں۔ ضروری مسائل کا علم حاصل کریں۔ فرائض و واجبات پر عمل پیرا ہوں اور سنن و مستحبات پر چلنے کی کوشش کریں تاکہ دینی زندگی جو کہ صدیوں کے

جمود کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہے۔ دوبارہ عالم کو اپنی روشنی سے منور کرے۔ ہماری مساجد پھر سے علم وذکر کے نور سے منور اور تزکیہ وہدایت کی روشنی سے چمک اٹھیں جس طرح مسجد نبوی کے طالب علم عالم کے امام بنے تھے اگر آج انہیں بنیادوں پر ہر مسلمان دین کا ضروری علم سیکھے اس پر خود عمل پیرا ہو اور دوسروں کو اس کی دعوت دے تو سارا عالم پھر ایمانی کرنوں سے جگمگا سکتا ہے۔ صحابہ کے زمانہ میں ہر چھوٹا بڑا، امیر وغریب، تاجر وکاشتکار۔ ملازم و بیوپاری ہر شخص دین کا ضروری علم رکھتا تھا کہ جب تک علم نہ ہو عمل ناممکن ہے اور جب تک ہم رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی زندگی کی واقفیت وعلم نہیں رکھیں گے ہم اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال نہیں سکتے۔ اسی لئے کتاب وسنت میں علم کی اس قدر فضیلت آئی ہے۔ استقصاء مقصود نہیں۔ تاہم تبرکاً ایک دو آیتیں اور چند حدیثیں علم اور طلب علم کی فضیلت میں نقل کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

(۱) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلہ)

بلند کرتا ہے اللہ تعالےٰ درجے تم میں سے ان لوگوں کے جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ علم والے ہیں۔

(۲) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (آل عمران)

آپ فرما دیجئے کیا جاننے والے (علم رکھنے والے) اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ (مراد یہ ہے کہ ہرگز برابر برابر نہیں ہو سکتے)

(۳) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (الفاطر)

تحقیق اللہ سے اس کے علم رکھنے والے بندے ہی ڈرتے ہیں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین (مشکوٰۃ کتاب العلم صحیح بخاری ص ۱۶ ج ۱ ابن ماجہ ص ۲۱، جامع ترمذی ص ۸۹ ج ۲ و مسلم وغیرہ)

اللہ تعالےٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

کہ دین کی سمجھ اور علم کے بغیر عمل ناممکن ہے۔ اس لئے دین جو کہ سراسر خیر ہے۔ اس کے حصول کے لئے اول علم کی تحصیل ضروری ہے کہ علم کی روشنی کے بغیر راہ ہدایت کی تلاش اور اس پر گامزن ہونا

سراسر بے وقوفی اور جہالت ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ (ابن ماجہ باب فضل العلماء) — علم (دین) کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

"علم کو حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو (احیاء العلوم)[1]

دین کی تمام تر سرسبزی و شادابی دین کے علم پر موقوف ہے جب تک ہم یہ جانیں گے کہ دین کیا ہے۔ اللہ تعالٰے کس چیز سے راضی ہوتے ہیں ؟ صراط مستقیم کیا ہے۔ ایمان کی کیا حقیقت ہے اسلام کا مدعا کیا ہے ؟ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کس طرح گزاری ہے ؟ اور ہمارے لئے کیا نمونہ چھوڑا ہے ؟ ہم دین کی راہ پر نہیں چل سکتے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اور طالب العلم کے فضائل بکثرت بیان فرمائے ہیں۔

امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

عن کثیر بن قیس قال کنت جالساً مع ابی الدرداء فی مسجد دمشق فجاءہ رجل فقال یا ابا الدرداء انی جئتک من مدینۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحدیث بلغنی انک تحدثہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماجئت لحاجۃ قال فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سلک طریقاً لیطلب فیہ علماً سلک اللہ بہ طریقاً من طرق الجنۃ وان الملائکۃ	کثیر ابن قیس سے روایت ہے کہ میں حضرت ابی الدرداء کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے ابوالدرداء! میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہوں۔ میرے آنے کا مقصد سوا اس کے اور کچھ بھی نہیں کہ میں نے سنا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے طلب علم کے لئے کسی راستہ پر

[1] یہ روایت ثابت نہیں (المقاصد الحسنہ ص۳ از سخاوی) (رحیق)

لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم وان العالم ليستغفر له من في السموات ومن في الارض والحيتان في جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب و ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما انما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر (مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثانی، ابن ماجہ باب فضل العلماء، ترمذی باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ ص ۹۳/۲۲، عن قیس ابن کثیر و ابوداؤد جلد دوم کتاب العلم)

چلنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ اس راستہ کے بدلے اسے جنّت کے راستوں پر چلائے گا اور ملائکہ طالب علم کے پاؤں کے نیچے اپنی خوشنودی کے اظہار کے لئے پر بچھاتے ہیں۔ عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات اور سمندر کی مچھلیاں مغفرت چاہتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی بدرِ کامل کی دوسرے ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں کہ انبیاء درہم و دینار کی وراثت نہیں چھوڑتے۔ ان کی میراث علم ہوتی ہے۔ پس جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا حصہ نعمت کا پایا۔

ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد (مشکوٰۃ ص ۳۴ ابن ماجہ ص ۲۰)

دین کی سمجھ رکھنے والا ایک (عالم) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

امام ترمذی نے ابو امامہ باہلیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا جن میں ایک عالم اور دوسرا عابد تھا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا

فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله وملائكته واهل السموات

عالم کی فضیلت عابد (بے علم) پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ ترین شخص پر۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ملائکہ اور آسمانوں اور زمینوں کے

والارضین حتی النملة فی جحرها	رہنے والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں
وحتی الحوت یصلون علی معلم	اور مچھلیاں تک لوگوں کو خیر کی تعلیم
الناس الخیر (ترمذی باب ماجاء	دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں۔
فی فضل الفقه علی العبادة)	

حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس کے آخر کے الفاظ یہ ہیں۔

ومن سلک طریقا یلتمس فیه	جو شخص طلب علم کے لئے کسی رستہ پر چلا۔
علما سهل الله به طریقا الی	اللہ تعالےٰ اس راستے کے بدلے میں جنت
الجنة وما اجتمع قوم فی بیت	کا راستہ اس کے لئے آسان کر دے گا اور نہیں
من بیوت الله یتلون کتاب	جمع ہوتی کوئی قوم (لوگ) اللہ کے گھروں میں
الله ویتدارسونه بینهم	سے کسی گھر (مسجد) میں کہ اللہ کی کتاب کی تلاوت
الا نزلت الیهم السکینة	کرتے ہوں اور باہم اس کا مذاکرہ کرتے ہوں، مگر
وغشیتهم الرحمة وحفتهم	نازل ہوتی ہے ان پر سکینۃ (طمانیت) اور
الملائکة وذکرهم الله فی من	ڈھانپ لیتی ہے انہیں رحمت اور گھیر لیتے ہیں
عنده ومن بطأ به عمله لم	انہیں فرشتے اور اللہ تعالےٰ اپنے پاس والوں
یسرع به نسبه (مشکوٰۃ ص۳۲	کے سامنے ان کا ذکر کرتا ہے اور جسے اس کا
بحوالہ مسلم، ابن ماجہ ص۲)	عمل (تقرب الٰہی اور نجات) سے (بوجہ عملی یا علم

پر عمل نہ کرنے کے) پیچھے کر دے اس کا نسب اسے آگے نہیں کر سکے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا اجر اسے ملتا رہتا ہے (اگر اس نے اپنی حیات میں کئے ہوں) صدقہ جاریہ، دوم ایسا علم جس سے اس نے نفع نہ اٹھایا ہو (یعنی کسی کو علم کی باتیں بتائی ہوں) یا خود عمل کیا ہو، سوم ولد صالح جو اس کے لئے دعا کرے (مشکوٰۃ ص۳۲ بحوالہ مسلم)

حضرت ابوسعید الخدری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

لن یشبع المومن من خیر یسمعه حتی یکون منتهاها الجنة (رواه الترمذی وقال حدیث حسن غریب ص۹۳ ج۲)	مومن کو خیر کی بات سننے (یعنی طلب علم) سے سیری نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کی انتہا جنت ہوتی ہے۔

ترمذی اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع (مشکوٰۃ کتاب العلم)	جو شخص علم کے لئے (اپنی جگہ سے) نکلا وہ اللہ کی راہ میں (مجاہد کی طرح) ہے یہانتک کہ واپس لوٹ آئے (یعنی اسے مجاہد کا ثواب ملتا رہے گا)

حضرت سنجرۃ الازدیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من طلب العلم کان کفارة لما مضی (مشکوٰۃ ص۳۲ بحوالہ ترمذی دارمی)	جس نے علم حاصل کیا وہ اس کے ماسبق گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

ابن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا

لا حسد الا فی اثنین رجل اتاه الله مالا فسلطه علی هلکته فی الحق ورجل اتاه الله الحکمة فهو یقضی بها ویعلمها (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم، بخاری باب الاغتباط بالعلم)	صرف دو آدمیوں پر ہی رشک ہو سکتا ہے ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے دین کا علم دیا ہو اور وہ اس سے فیصلہ کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

حضرت ابو موسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

جس ہدایت اور علم کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کی مثال بھرپور بارش کی ہے۔ جو زمین پر ہوتی ہے اور زمین کے مختلف طبقے ہوتے ہیں۔ بعض حصہ عمدہ ہوتا ہے اور (جلد) پانی کو جذب کر لیتا ہے اور گھاس اور ہریالی کثیر مقدار میں اس پر پیدا ہو جاتی ہے اور زمین کا بعض حصہ پانی کو اپنے اندر ٹھیرا لیتا ہے اس سے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔ اس سے پانی پیتے اور پلاتے ہیں اور کھیتیاں پانی

دے کر اگاتے ہیں اور زمین کا بعض ٹکڑا بنجر چٹیان ہوتا ہے نہ پانی کو ٹھیراتا ہے اور نہ اس پر کچھ گھاس اگتی ہے یہ پہلی مثال اس کی ہے جو دین میں سمجھ حاصل کرتا ہے اور جس چیز کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اس سے فائدہ اٹھاتا ہے خود علم حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو تعلیم دیتا ہے اور (آخری) مثال اس شخص کی ہے جو اس ہدایت کی طرف سر بھی اونچا نہیں کرتا (یعنی التفات نہیں کرتا) اور جو ہدایت میں دیکر بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری باب فضل من علم وعلّم)

قرآن وحدیث کے ان جواہر ریزوں سے اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ علم ہی اسلامی زندگی کے حقائق کو ہم پر آشکار کرکے ہمیں راہِ ہدایت پر گامزن کرتا ہے۔ اور ہم میں ایمان وایقان کے جذبات پیدا کرکے ہمیں سراپا مسلم اور دین ہدیٰ پر عامل بنا دیتا ہے۔

صحابۂ کرام کبرسنی میں بھی تحصیل علم کے فریضے سے غافل نہیں ہوتے تھے جیسا کہ امام بخاری نے تصریح کی ہے (بخاری ج۱) اور ایک ایک حدیث کے لئے مہینوں کا سفر برداشت کرتے تھے مثلاً حضرت جابر بن عبد اللہ نے مدینہ سے شام کا سفر صرف ایک حدیث کے علم کے لئے اختیار کیا (بخاری تعلیقاً باب الخروج فی طلب العلم) آج اگر ہمارا یہ جذبہ سرد ہو چکا ہے تو کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ اپنے اپنے علاقوں، محلوں اور گاؤں کی مساجد میں اپنی دنیاوی مشغولیتوں سے کچھ وقت نکالتے ہوئے دین کا ضروری علم عمل کی نیت سے حاصل کریں۔ اس کے لئے اپنے علماء کے مشورے سے ہم کتابوں کا مختصر سا نصاب بنا سکتے ہیں جو نبوی طریقہ تعلیم وہدایت کے مطابق ہو۔ تنذیر وتبشیر، ترغیب وفضائل، ترہیب ووعید کا جامع، الٰہی خوف وخشیت اور محبت والفت پیدا کرنے والا اور عمل پر پردہ ڈالنے والا ہو۔ تعلیم کا طریقہ الٰہی عظمت ومحبت اور ذکر کی کیفیت کو لئے ہوئے ہو۔ درسی علم کی بجائے عملی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی جائے اور قول سے زیادہ عمل پر زور دیا جائے جو اشخاص ناخواندہ ہوں اور پڑھنے کی ہمت نہ پاتے ہوں ان کے لئے صدق نیت سے دوسروں سے سن کر ان پر خود عمل پیرا ہونا اور دوسروں کو اس کی ثواب کی نیت سے دعوت دینا ہی کافی ہے جو جوان بہت لوگ علم کا معتد بہ حصہ حاصل کرنا اور عالم بننا چاہتے ہوں ان کے لئے تو درسگاہوں ہی میں باقاعدہ تحصیل کے سوا چارۂ کار نہیں۔ لیکن عامۃ الناس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی کافی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی اور اوامر الٰہیہ کی قدر وقیمت کا دھیان کرتے ہوئے دین کا ضروری علم عمل کی نیت سے حاصل کیا جائے اور اس علم کو ذکر وعمل باہمی مذاکروں اور دعوت کے ذریعہ سے پختہ کیا جائے کہ علم میں اخلاص وتعلق

مع اللہ سے نورانیت آتی ہے عمل اس علم کی حفاظت کرتا ہے۔ اور حکیمانہ و مخلصانہ دعوت، علم میں رسوخ، پختگی اور عمق پیدا کرتی اور عمل کی محرک بنتی ہے۔

الٰہی علم و یقین، پیہم عملی، دائمی دعوت کے نور ہی سے کاشانۂ اسلام کی روشنی ہے اخلاص و عظمت الٰہی کے استحضار کے ساتھ جس قدر امت ان اعمال میں مشغول رہے گی، رضائے الٰہی اور دائمی فوز و کامرانی سے ہمکنار رہے گی۔ اور جس قدر ایمان و یقین، علم و عمل، عمومی دعوت اور باہم تذکیر و تواصی سے کنارہ کرتی جائے گی نقصان و خسارہ میں مبتلا ہو جائے گی۔ سورۃ العصر اسی حقیقت کی قرآنی شہادت اور اقوام و ملل کی الٰہی سرگزشت ہے۔ جس پر پوری انسانی تاریخ گواہ و شاہد ہے۔

امت محمدیہ مرحومہ کے مختلف طبقات و گروہ جسد ملت کے اعضاء و جوارح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن کی زندگی اوامر الٰہیہ کے علم و عمل پر موقوف ہے۔ ملت کی شریانوں میں جب تک تعلیمات نبوی کا صالح خون دوڑتا رہے گا۔ اس کے اعضاء و جوارح اسلام کے حیات آفرین پیام سے زندگی اور توانائی پاتے رہیں گے اور جس قدر حیات و قوت کے ان الٰہی سرچشموں سے مختلف طبقات کا تعلق کم ہوتا جائے گا۔ ملت پر اضمحلال چھاتا جائیگا ملت جملہ طبقات وافراد سے عبارت ہے جن میں سے کسی طبقے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لیے امت مسلمہ میں نئی زندگی پیدا کرنے کے لئے جملہ طبقات امت کو نبوی تعلیمات سے آشنا کرنا ہے۔ عملی زندگی کی راہیں کشادہ اور قرآن و سنت کی سلسبیل و کوثر سے ہر کہ ومہ کو حسب استعداد سیراب کرنا ہے۔ ایمان و یقین، علم و عمل، ذکر و خشیت، احسان و اخلاص، اخلاق و خوبیٔ معاملات اور حسن و معاشرت کی عام فضائیں قائم کرنی ہیں۔ اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ الٰہی اعتماد و توکل، ہمت و عزیمت سے کام لیتے ہوئے ملت اسلامیہ کے جملہ طبقات کو علم و عمل ذکر و دعوت کی اس راہ پر ڈال دیا جائے جس سے پہلے بھی امت پر بہار آئی تھی۔ اور ختم نبوت کی برکت سے آج بھی آ سکتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی تعلیمات، ہر زبان و مکان، ملت و قوم کے لئے نجات و کامرانی، فوز و فلاح کا آخری الٰہی نوشتہ ہے جس سے امت محمدیہ کی زندگی قائم اور اس کا فروغ وابستہ ہے امت آج بھی ان قدسی سوتوں سے سیراب ہو کر الٰہی زندگی سے سرشار ہو سکتی ہے اور ہلاکت سے ہمکنار سسکتی انسانیت کو دائمی چین، امن و سکون اور نبوی پاک و مطہر زندگی کا پیام دے کر عالم کی نجات دہندہ بن سکتی ہے۔

بیا تا گل برافشانیم مے در ساغر اندازیم — فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم
اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقاں ریزد — من و ساقی بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم

(رفتارِ زمانہ از الفرقان لکھنؤ)